

## ماہِ رمضان اور روزہ کی اہمیت، فرضیت، فضیلت اور برکات

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے فرمودات وارشادات کی روشنی میں)

(تقریر نمبر 2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ ۗ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (البقرہ: 185)

گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

روزے اور قرآن قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے۔ روزے کہیں گے کہ اے میرے رب! میں نے بندے کو دن کے وقت کھانے پینے اور خواہشات سے روکا۔ پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما اور قرآن کہے گا کہ میں نے اسے رات کو نیند سے روک رکھا۔ پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے اور قرآن کی سفارش قبول کی جائے گی۔

(مسند احمد الرسالة)

مجھ سے بڑھ کر مری بخشش کے بہانوں کی تلاش  
کس نے دیکھے تھے کبھی ایسے بہانے والے  
تو تو ایسا نہیں محبوب کوئی اور ہوں گے  
وہ جو کہلاتے ہیں دل توڑ کے جانے والے

سامعین کرام آہیں! حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشادات کی روشنی میں رمضان وروزہ کی فضیلت، فرضیت اور اہمیت کو سنتے ہیں۔

رمضان کا شکراری کا مہینہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اپنی اگلی نسلوں کی تربیت کی کوشش کریں۔ ان کو بار بار یہ بتائیں کہ عبادت کے بغیر تمہاری زندگی بالکل بے معنی اور بے حقیقت بلکہ باطل ہے۔ ایک ایسی چیز ہے جو خدا تعالیٰ کے ہاں کسی شمار میں نہیں آئے گی اس لئے جانوروں کی طرح یہیں مر کر مٹی ہو جاؤ گے۔ مگر فرق صرف یہ ہے کہ جانور تو مر کر نجات پا جاتے ہیں تم مرنے کے بعد جزا سزا کے میدان میں حاضر کئے جاؤ گے۔ پس یہ شعور ہے جسے ہمیں اگلی نسلوں میں پیدا کرنا ہے اور رمضان مبارک میں ایک بہت اچھا موقع ہے کیونکہ فضا سازگار ہو جاتی ہے... یہ وہ طریق ہے جس سے آپ اپنے گھر میں اپنے بچوں کی بہت عمدہ تربیت کر سکتے ہیں۔ جب وہ صبح اٹھتے ہیں تو ان کو پیار اور محبت کی نظر سے دیکھیں، ان کی

حوصلہ افزائی کریں۔ ان کو بتائیں کہ تم جو اٹھے ہو تو خدا کی خاطر اٹھے ہو اور ان سے یہ گفتگو کیا کریں کہ بتاؤ آج نماز میں تم نے کیا کیا۔ کیا اللہ سے باتیں کیں، کیا دعائیں کیں اور اس طریق پر ان کے دل میں بچپن ہی سے خدا تعالیٰ کی محبت کے بیج مضبوطی سے گاڑے جائیں گے یعنی جڑیں ان کی مضبوط ہوں گی۔ ان میں وہ تمام صلاحیتیں جو خدا کی محبت کے بیج میں ہو ا کرتی ہیں وہ نشوونما پا کر کوئٹے نکالیں گی۔ پس رمضان اس پہلو سے کاشتکاری کا مہینہ ہے۔ آپ نے بچوں کے دلوں میں خدا کی محبت کے بیج بونے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 17/ جنوری 1997ء)

جو بندہ اللہ تعالیٰ کا فضل چاہتے ہوئے روزے رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ اور آگ کے مابین ستر خریف کا فاصلہ کر دیتا ہے۔  
حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی فرماتے ہیں۔

”یہ تھوڑے سے تو دن ہیں۔ آیًا مَا مَعْدُودَات (البقرہ: 185) رمضان بھی آیًا مَا مَعْدُودَات ہی ہیں، چند دن کی بات ہے، ان دنوں میں جو کچھ محنت ممکن ہے وہ کر لو لیکن اس محنت کا تعلق دل کے خلوص سے ہے۔ اگر خلوص دل نہ ہو تو پھر یہ محنت بے کار ہے۔ یہ مضمون ہے جس کو میں احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی کے حوالہ سے آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں... روزہ آگ دور کرتا ہے۔ ایک یہ حدیث ہے جو سنن الدارمی کتاب الجہاد سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

جو بندہ اللہ تعالیٰ کے رستہ میں اس کا فضل چاہتے ہوئے روزے رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ اور آگ کے مابین ستر خریف کا فاصلہ کر دیتا ہے۔“ (سنن الدارمی، کتاب الجہاد باب من صام یوما فی سبیل اللہ عن وجہ، حدیث نمبر: 2399)۔ فضل چاہتے ہوئے روزے رکھتا ہے۔ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ کایہ ترجمہ ہے۔ فضل چاہتے ہوئے۔ وجہ اللہ کا اصل معنی تو ہے خدا کا چہرہ، خدا کی توجہ، جو اپنی طرف خدا کی توجہ کرنے کی خاطر کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف پھر جائے، تمام تر توجہ اس کی طرف مبذول ہو جائے جو اس نیت کے ساتھ روزے رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ، بَاعَدَ اللّٰهُ بَیْنَ وَجْهِہِ وَبَیْنَ النَّارِ سَبْعَیْنَ خَرِیْفًا۔ اس کے اور آگ کے درمیان ستر خریف کا فاصلہ کر دیتا ہے..... اب ستر خریف کا فاصلہ یہ کیا چیز ہے؟ خریف سر اور گرما کے درمیان کے زمانہ کو کہتے ہیں یعنی سردیوں اور گرمیوں کے درمیان ایک زمانہ آتا ہے جو ان دونوں کو ملنے سے روکتا ہے، بیچ میں حائل ہو تو سردیاں گرمیوں سے نہیں مل سکتیں۔ تو ناممکن ہے کہ دونوں ایک ہی جیسے موسم گزر جائیں یعنی سردیاں بھی اور گرمیاں بھی۔ بیچ میں ایک موسم حائل ہو جاتا ہے لیکن لفظ ستر کو خصوصیت سے پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ فرمایا ستر خریفوں کا فاصلہ، اب ستر خریفوں کا فاصلہ ویسے تو تصور میں نہیں آسکتا کہ ایک حریف نہیں، دو نہیں، تین نہیں، ستر خریف ہیں لیکن معاملہ اس سے زیادہ آگے ہے کیونکہ ستر کا لفظ عربی میں زمانہ کے بے شمار ہونے کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ ستر کا لفظ قرآن کریم سے اور احادیث سے ثابت ہے یہ محض عدد ستر پر اطلاق نہیں پاتا بلکہ ایک لامتناہی زمانہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس لفظ ستر کو خصوصیت کے ساتھ ان معنوں میں آپ پیش نظر رکھیں کہ مراد یہ ہے کہ ناممکن ہے۔ کوئی صورت ایسی نہیں کہ یہ چہرہ آگ دیکھ سکے۔ یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ ہم سب کو اللہ کا یہ چہرہ دکھادے۔ جس چہرہ کو خدا اپنا وہ چہرہ دکھادے جو اُس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا تھا اس چہرہ پر آگ حرام ہو جاتی ہے۔ ناممکن ہے کہ اُسے آگ چھوئے۔“

(خطبہ جمعہ 16/ جنوری 1998ء، خطبات طاہر جلد 17 صفحہ 38-39)

رمضان میں اپنے ساتھیوں کے عیوب تلاش نہ کریں

فرمایا:

”رمضان کے مہینہ میں واقعہ بعض منافقین اس کھوج میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی شخص روزہ تو رکھتا ہے مگر فلاں عیب رکھتا ہے کوئی شخص بظاہر عبادت کر رہا ہے مگر فلاں عیب بھی رکھتا ہے اور عجیب بات ہے کہ اس مہینہ میں اس مضمون کے خطوط بھی مجھے ملتے ہیں۔ بلا استثناء ہمیشہ اس مہینہ میں ضرور ایسے خطوط ملتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر گواہ ہو جاتے ہیں۔ بالکل سچ فرمایا۔ ایسے بدنصیب لوگ ہیں کہ اپنے حال کی فکر نہیں مگر مومنوں کی نیکیوں پر حسد کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان میں عیوب ڈھونڈیں، ان میں ناسور ڈالنے کی کوشش کریں اور رمضان کے مہینہ میں اس میں تیزی آ جاتی ہے۔ اب مالی قربانیوں کے متعلق جہاں تک جماعت کو علم ہے خصوصیت کے ساتھ رمضان میں مالی قربانی کا حکم ہے اور مومنین ضرور کرتے ہیں اور انہی مالی قربانیوں کے متعلق کیڑے ڈالنے کے خطوط ملتے ہیں۔ دیکھ لیا جی، ہم

نے فلاں شخص کو بڑا مالی قربانی کرتا پھر تاہے لیکن یہ کمزوری پائی جاتی ہے، وہ کمزوری پائی جاتی ہے۔ پس فرمایا یہ حالت مومنوں کے لئے نعمت ہے اور فاجر کے لئے اس کا نجر بڑھانے میں مددگار ہے۔ پس اتنا ہی کہنا کافی ہے مزید تفصیلات میں میں نہیں جانا چاہتا۔ استغفار سے کام لیں اور اس مہینہ میں لوگوں کے عیوب تلاش کرنے کی کوشش بالکل بند کر دیں۔ اگر کوئی عیب تلاش کرتا ہے اور اس کا تذکرہ کرتا ہے اس کو کہہ دینا چاہئے کہ تم شیطان کے غلبہ کے نیچے ہو، تم عباد اللہ میں لکھے جانے کے لائق نہیں اس لئے مجھے الگ چھوڑ دو۔ اس مہینہ میں خصوصیت کے ساتھ ایسے لوگوں سے پرہیز کریں۔“

(خطبہ جمعہ 16/ جنوری 1998ء)

### رمضان میں مادی غذا کی جگہ روحانی روٹی کھائے

حضور رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”پس رمضان کے مہینہ میں کھانے میں زیادتی رمضان کا حق ادا نہیں کرتی بلکہ رفتہ رفتہ کھانے میں کمی رمضان کا حق ادا کرتی ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ شروع میں تو بھوک نہیں لگتی، اس وقت میں اس لئے نسبتاً کم کھاتے ہیں اور جوں جوں رمضان آگے بڑھتا جاتا ہے وہ زیادہ کھانے لگتے ہیں یہاں تک کہ آخری دنوں میں تو رمضان ان کو پتلا کرنے کی بجائے موٹا کر جاتا ہے۔ یہ جسم کی فریبی دراصل نفس کی فریبی بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے عام طور پر بھولے پن میں، لاعلمی میں لوگ ایسا کرتے ہیں مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں تزکیہ نفس ہوتا ہے جو کم کھانے سے زیادہ ہوتا ہے، پس جتنا آپ کم کھانے کی طرف متوجہ ہوں گے اتنا ہی رمضان آپ کے لئے فائدہ بخش ہو گا اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں یعنی خدا تعالیٰ کو انسان مختلف صورتوں اور صفات میں دکھائی دینے لگتا ہے.... (پس) خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزہ سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کے لئے تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور برے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔“

(خطبہ جمعہ 16/ جنوری 1998ء)

### روزہ اور نماز کا آپس میں تعلق

فرمایا:

”روزہ بمقابل نماز نہیں ہے بلکہ روزہ کا مقصد نماز ہے اور نمازوں کی حالت کو درست کرنا ہے۔ پس اگر روزہ میں نمازیں نہ سنوئیں تو روزہ بے کار ہے۔ اگر روزہ میں نمازیں سنوئیں تو روزہ نماز کا معراج اور نماز میں روزے کا معراج بن جاتی ہیں۔ پس اس میں تفریق نہ کریں ورنہ مضمون بالکل بگڑ جائے گا۔ حقیقت میں روزہ کے دوران جتنی نمازیں سنوئیں گی اتنا ہی روزہ کا آپ پھل پائیں گے اور اس حد تک سنوئیں جانی چاہئیں کہ گویا آپ کو خدا نظر آ گیا اور گویا اللہ آپ کو دیکھنے لگا۔“

(خطبہ جمعہ 16/ جنوری 1998ء)

### رمضان اور جھوٹ سے اجتناب

سامعین! جھوٹ ایک لعنت ہے اور شرک کے برابر ہے لیکن بہت سے لوگ رمضان میں بھی جھوٹ بولنے سے بعض نہیں آتے۔ حضور فرماتے ہیں:

”بخاری کتاب الصوم باب من یمدق قول الزور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے بخاری شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا، پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں یعنی اس کا روزہ رکھنا بے کار ہے۔“

(صحیح البخاری، الزور، حدیث نمبر: 1903)

یہ وہ حدیث ہے جو غالباً ہر رمضان میں بیان کرتا ہوں کیونکہ میرے نزدیک یہ مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ رمضان کو سنوارنے کے لحاظ سے بھی اور آپ کی زندگی، آپ کی عقبی کو سنوارنے کے لحاظ سے بھی۔ جھوٹ جو قول الزور کہلاتا ہے یہ انتہائی ذلیل چیز ہے جو دنیا میں بھی انسان کو ضرور نامرادی کا مزہ چکھاتی ہے اور آخرت میں بھی وہ ہر نیکی سے محروم ہو جاتا ہے۔ پس صداقت کو اپنائیں اور جھوٹ کو ہر پہلو سے رد کر دیں۔ اپنے روزمرہ کے معاملات میں، اپنے بچوں سے باتوں میں، بیوی کا اپنے ماں باپ سے سلوک، خاوند کے ماں باپ سے سے سلوک اور اندرونی باتوں میں پردے ڈالنے کی کوشش کرنا یہ سارے وہ امور ہیں جو کسی نہ کسی رنگ میں جھوٹ

کی ملوئی رکھتے ہیں اور شاید ہی کوئی گھر ہو، بعض ایسے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے وہ تقاضے پورے کرتے ہیں، مگر شاید ہی ایسے گھر ہوں یعنی کم ہونگے جن کے متعلق میں سو فیصد یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کے معاملات میں جھوٹ کی کوئی بھی ملوئی نہیں۔ نیکیاں بہت ہیں، بدیوں سے اجتناب کرتے ہیں لیکن جب اپنے نفس کو ضرورت پیش آئے تو چھوٹا ہوا یا بڑا ہوا جھوٹ سے ان کا پرہیز نہیں رہ سکتا اور یہ جو چیز ہے یہ ان کے تقویٰ کو ننگا کر دیتی ہے۔ جب بھی جھوٹ اپنی مجبوری کے پیش نظر بولا جائے وہ جھوٹ اصل جھوٹ ہے جو شرک کی طرف مائل کرتا ہے۔۔۔ جھوٹ کے خلاف جنگ ایک بہت عظیم جہاد ہے۔ جماعت احمدیہ کا جہاد کا دعویٰ اس وقت تک سچا ثابت نہیں ہو سکتا جب تک عالمی طور پر جماعت احمدیہ جھوٹ کے خلاف جہاد کا علم بلند نہ کرے۔ پس میں اُمید رکھتا ہوں کہ آپ بھی صرف بھوکا پیاسا رہنے کو روزہ قرار نہیں دیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جھوٹ سے اجتناب کی باریک راہیں اختیار کریں گے اور اپنے نفس کو کھنگالتے رہیں گے۔ جہاں آپ کو جھوٹ نظر آئے گا وہ آپ کا دشمن، کینہ توڑ آپ کے دل میں کمین گاہ بنا کے کہیں بیٹھا ہوا ہے جب اُس کو موقع ملے گا وہ آپ پر حملہ کر دے گا اس حملہ سے وہ باز نہیں آئے گا۔ پس یہ ایک شرک کا بت ہے جو ہر دل میں پنہاں ہے۔ کہیں اونچا سطح کے قریب، کہیں نیچا، گہرا اور تہ میں۔ اس بت کو توڑنا ہے۔ اگر آپ اس بت کو توڑ دیں گے تو ابراہیم کی طرح بُت شکن کہلائیں گے۔ اگر اس بت کو نہیں توڑیں گے تو سارے بت اٹھ کھڑے ہوں گے اور آپ کا دل صنم خانہ بن جائے گا۔ ایسا دل اللہ کے قیام کے لئے مسجد نہیں بنا کرتا۔ پس اُمید ہے کہ آپ اس مضمون کو خوب اچھی طرح سمجھ کر اپنی زندگی میں جاری فرمائیں گے۔“

(خطبہ جمعہ 9 جنوری 1998ء، خطبات طاہر جلد 17 صفحہ 27-28)

### روزہ باقی گیارہ مہینوں کے آداب بھی سکھاتا ہے

سامعین! روزہ صرف بھوکا رہنے کا ہی نام نہیں یہ ہمیں زندگی گزارنے کے آداب بھی سکھاتا ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں:

”...جماعت کو اپنے روزہ کے معیار کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے اور روزے کا معیار بڑھانے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے ہے۔ معیار میں ایک تو صبح کی تہجد کی نماز ہے، دوسرے روزہ کے دوران کے آداب ہیں۔ روزہ کے دوران لڑائی، جھگڑا، تیز گفتگو، ناجائز حرکات یہ ساری چیزیں بے معنی اور لغو ہو جاتی ہیں مومن کے لئے۔ اور یہ ایک تربیت کا دور ہے۔ جس شخص کو ایک مہینہ یہ تربیت ملتی ہے کہ اُس نے اپنی زبان پر قابو رکھنا ہے۔ اُس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ مہینہ گزرنے کے بعد بھی زبان پر قابو ہی رکھے گا۔ یہ مراد تو نہیں ہے کہ مہینہ کا انتظار ہو رہا ہے مہینہ ختم ہو تو پھر میں گالیاں شروع کروں۔ جس کو ایک مہینہ ذکر الہی کی عادت پڑ جائے، جس کی زبان تر ہو اللہ کی محبت اور پیار سے، جس کا دل بھر ہو اللہ کے ذکر سے، ایک مہینہ کے بعد اس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ واپس اپنی پرانی گندی عادتوں کی طرف لوٹ جائے گا یہ ایک بالکل لغو اور بے معنی توقع ہے۔ اگر لوٹتا ہے تو پھر وہ روزہ کو سمجھا ہی نہیں اور اس نے روزہ سے فائدہ ہی نہیں اٹھایا۔ یہ تو ویسا ہی ہے کہ ایک مہینہ کسی کو اچھی غذا کھلائی جائے اور وہ انتظار کر رہا ہو کہ مہینہ ختم ہو تو پھر میں دوبارہ گند کھانا شروع کر دوں اور مہینہ ختم ہوتے ہی کہے کہ بہت اچھا شکر ہے اب موقع آگیا اچھی غذائیں جائیں جنم میں اب میں گندی شروع کرتا ہوں۔

تو روزہ تو باقی گیارہ مہینوں کی بھی ضمانت دینے کے لئے آتا ہے۔ باقی گیارہ مہینوں کے بھی آداب سکھانے کے لئے آتا ہے لیکن اس مہینہ میں آداب سکھائے جائیں تو باقی گیارہ مہینے ان آداب کا اثر پڑے ناں۔ اگر صرف بھوکا نام روزہ ہے تو پھر تو انسان روزہ کی اکثر نیکیوں سے محروم رہ جائے گا، اکثر فوائد سے محروم رہ جائے گا۔ اس لئے اپنے گھروں کو بقیہ دن جتنے بھی باقی ہیں ان کو آداب کی فیکٹریاں بنا دو۔ اسلامی آداب اور اسلامی اخلاق جو کمزوریاں عام حالات میں بچوں میں پائی جاتی ہیں ان کو دور کرنے کی طرف متوجہ ہو اور روزہ کا واسطہ دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بتا کر بچوں کو سمجھاؤ کہ تم پہلے زبان سے ایسی بے احتیاطی کر لیا کرتے تھے اب روزہ آگیا ہے اب بالکل نہیں کرنی۔ اور اسی طرح دیگر امور میں بھی تلاوت کی عادت ڈالنا، ذکر الہی کی عادت ڈالنا، دعاؤں کی عادت ڈالنا، حسن سلوک کی عادت ڈالنا، حقوق کی ادائیگی کی عادت ڈالنا، زبان کو جھوٹ سے کلیہ پاک کرنے کی عادت ڈالنا، صاف اور سچی بات کی عادت ڈالنا، قول سدید کی عادت ڈالنا، یہ سارے مواقع ہیں روزہ کے لئے۔“

(خطبہ جمعہ 20 مئی 1986ء، خطبات طاہر جلد 5 صفحہ 393-394)

### رمضان اور بچوں کی تربیت

سامعین! والدین کے لیے بچوں کی تربیت انتہائی ضروری امر ہے اور رمضان میں اس کی بہت اہمیت ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں:

”اس لئے آپ بچوں پر اعتماد کریں۔ خدا تعالیٰ نے ان کے اندر نیکی کا بیج رکھا ہے، نیکی کے لئے بڑی زرخیز مٹی عطا فرمائی ہے۔ خواہ مخواہ لاعلمی کے نتیجے میں یا عدم توجہ کے نتیجے میں رمضان آتا ہے اور چلا جاتا ہے اور آپ اُس کو ضائع کر دیتے ہیں اور آپ کے بچے وہیں کے وہیں رہتے ہیں۔ بعد میں جب رمضان گزر جاتا ہے اُس وقت صرف

روزے رکھنا کام نہیں آتا کیونکہ روزوں کا وقت گزر چکا ہوتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ بس روزے گئے اور سب باتیں ساتھ ہی ختم ہو گئیں۔ جو نمازیں آپ اُن کو پڑھا دیں گے، جو تہجد پڑھائیں گے، جو سورتیں یاد کرائیں گے، جو غریب مدردی ان کے دل میں پیدا کریں گے یہ رمضان کے ساتھ چلی جانے والی باتیں نہیں ہیں، یہ ان کی زندگی کا حصہ بن جائیں گی، ان کی زندگی کا سرمایہ بن جائیں گی۔ اس لئے رمضان کو اولاد کی تربیت کے لئے خصوصیت سے استعمال کریں۔ علاوہ ازیں بعض چیزوں سے منع ہونے کا حکم ہے وہ ساری باتیں وہی ہیں جن سے روزمرہ کی زندگی میں بھی پرہیز لازم ہے۔ مثلاً جھوٹ ہے، لغو بیانی ہے، وقت کا ضیاع ہے لیکن بعض چیزیں روزمرہ کی زندگی میں کسی حد تک قابل قبول ہو جاتی ہیں اور یہ ممکن نہیں ہے کہ انسان ہر چیز کو اپنے بہترین معیار کے مطابق ہر روز ادا کر سکے لیکن رمضان مبارک میں جب معیار بلند کیا جاتا ہے تو مراد یہ ہے کہ جب رمضان گزر جائے تو معیار گرے بھی تو اتنا نہ گرے کہ پہلی سطح پر واپس آجائے بلکہ سطح بلند ہو جائے۔

اس لئے انفرادی طور پر جب آپ بچوں کو ان امور کی طرف متوجہ کریں گے کہ آپ نے جھوٹ نہیں بولنا تو یہ کہہ کر متوجہ کرنا ہے کہ جھوٹ تو رمضان کے بعد بھی نہیں بولنا لیکن رمضان میں اگر بولا تو پھر کچھ بھی حاصل نہیں، تمہارے بھوکے رہنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے جب آپ تیس دن جھوٹ نہ بولنے کی اہمیت یاد دلاتے ہیں تو ساتھ ساتھ یہ بھی بتاتے رہیں کہ رمضان تو ایک ایسی برکتوں کا مجموعہ ہے جو ایک مہینے کے اندر ختم نہیں ہوتی بلکہ سارے سال کے لئے تمہارے لئے ایک خزانہ لے کے آتی ہیں، ایسا رزق عطا کر جاتی ہیں جسے تم سارا سال کھاؤ۔ جھوٹ نہیں بولنا کا یہ مطلب ہے کہ رمضان تمہیں متوجہ کر رہا ہے اور رمضان کے گزرنے کے بعد بھی نہیں بولنا اور کوشش کرو اس بات کی طرف کہ جب بھی جھوٹ کی طرف ذہن جائے تو یاد کیا کرو کہ آج تو رمضان ہے اور جب رمضان سوچو گے تو ساتھ یہ بھی سوچا کرو کہ یہ تو پریکٹس کا وقت ہے آئندہ بھی نہیں بولنا۔ اس طرح پیار کے ساتھ چھوٹی چھوٹی باتیں بچوں کو سمجھائی جائیں تو وہ سمجھتے ہیں اور اس کو اچھی طرح سے بعض دفعہ مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں“

(خطبہ جمعہ 22/ اپریل 1988ء، خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 272-273)

رمضان کا مہینہ ہمارے گناہوں، ہماری آلودگیوں، ہماری گزشتہ غفلتوں کو جلانے کا کام دے گا  
فرمایا:

”جس طرح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینے کو بھٹی کی طرح قرار دیا جس میں زنگ آلود لوہا جب لوٹایا جاتا ہے تو اس کا زنگ، اس کی آلودگیاں جل کر خاک ہو جاتی ہیں اور وہ صاف شفاف ہو کر دوبارہ باہر نکلتا ہے، اسی طرح وقت کے لحاظ سے رمضان کا ظرف بھی بھٹی کا حکم رکھتا ہے اور رمضان کے لفظ میں بھی گرمی اور شعلوں کی تیزی اور بھسم کر دینے والے معنی پائے جاتے ہیں۔ پس ان معنوں میں رمضان کا مہینہ ہمارے گناہوں، ہماری آلودگیوں، ہماری گزشتہ غفلتوں کو جلانے کا کام دے گا اگر ہم اپنے آپ کو اس مہینے کے حضور پیش کر دیں۔ اور مہینے کے حضور پیش کرنے میں ایک یہ بھی مضمون شامل ہے کہ اپنے مختلف پہلوؤں کو بدل کر اس مہینے کے سامنے رکھیں۔ جس طرح ایک انسان جب آگ پر کوئی چیز بھونتا ہے تو اس کے پہلو بدلتا رہتا ہے ورنہ ایک پہلو جو آگ کے دوسری طرف ہو وہ ٹھنڈا رہ جاتا ہے۔ پس رمضان مبارک میں بھی انسان کو اپنی بدیاں تلاش کر کے مختلف پہلوؤں سے رمضان کے حضور پیش کرنی چاہئیں اور اس پہلو سے اگر آپ غور کریں تو آپ کو یوں لگے گا کہ جیسے انسان اس مہینے میں ہمیشہ کروٹیں بدلتا ہوا مختلف پہلوؤں سے خدا سے التجائیں کرتا ہوا، مختلف زاویہ ہائے نظر سے اپنی کمزوریوں کا مطالعہ کرتا ہوا مسلسل ایک نئی کیفیت کے ساتھ گزرتا چلا جائے گا یعنی رمضان مبارک میں یہ ممکن نہیں کہ ایک ہی کیفیت سے داخل ہوں اور اسی کیفیت سے باہر آئیں بلکہ ہر روز ایک نیا مضمون آپ پر ظاہر ہوتا چلا جائے گا۔ ہر روز رمضان مبارک کی نئی برکتیں آپ کی آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوتی رہیں گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگر اس طرح آپ جستجو اور محنت سے اس مہینے سے گزریں گے تو ایک نیا وجود پا کر نکلیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ 15 مارچ 1991ء، خطبات طاہر جلد 10 صفحہ 227-228)

تین اذکار کا ذکر

ان ایام میں خصوصیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ذکر الہی کی تاکید فرمائی ہے وہ ایک ہے تہلیل۔ تہلیل سے مراد ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، دوسرے تکبیر اللہ أَكْبَرُ، اللہ اَكْبَرُ، تیسرے تہلیل، التَّحْمِيدُ لِلَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ

(مسند احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر، حدیث نمبر: 5446)

تو یہ تین سادہ سے ذکر ہیں جو آسانی ہر شخص کو توفیق ہے کہ ان پر زور ڈالے۔ توفیق اس لئے کہ ان اذکار کا سب کو علم ہے۔ بہت گیا گزرا مسلمان بھی ہو تو وہ یہ تین باتیں ضرور جانتا ہے۔ لا إله إلا الله، الله أكبر اور انْحَمِدُ لِلَّهِ بِمَا كُنْتُ لَهُ مِنَ الْغَنَمِ کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ پس یہ وہ تین اذکار ہیں جن کو یاد کرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ سب کو یاد ہیں لیکن یاد نہیں بھی یعنی ان کے معنوں میں ڈوب کر یہ ذکر نہیں کئے جاتے۔ جب حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان ایام میں بکثرت یہ ذکر کیا کرو تو مراد ہے کہ کثرت کی وجہ سے شاید دل میں بات اتر بھی جائے۔ جب آپ لا إله إلا الله کا ورد کرتے ہیں تو ہر دوسرے خدا کی نفی کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر زبان سے ذکر ہے مگر دل میں ذکر نہیں ہے اگر دماغ اس ذکر کی پیروی نہیں کر رہا اور آپ کو بتا نہیں رہا کہ جب خدا کے سوا آپ کسی اور معبود کو تسلیم نہیں کرتے تو یہ دنیا کے معبودوں کے کیا جھگڑے بنا رکھے ہیں۔ کیوں بڑے لوگوں کی پیروی کرتے ہو، کیوں رزق کے ان ذرائع کی پیروی کرتے ہو جن کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ رزق پیدا کرنے والا تو وہی ہے لیکن رزق کے قوانین بتانے والا بھی تو وہی ہے کہ کس رزق کو حاصل کرو، کس کو نہ کرو۔ پس لا إله إلا الله کا ورد ان دنوں میں جب ان معنوں میں ہو تو اللہ تعالیٰ ایک نئی شان سے آپ کے دل پر طلوع ہو گا اور توحید کے ایسے ایسے مضامین آپ پر روشن ہوں گے جن کی طرف پہلے کبھی خواب و خیال میں بھی توجہ نہیں گئی۔“

(خطبہ جمعہ 23/ جنوری 1998ء، خطبات طاہر جلد 17 صفحہ 63-64)

### رمضان کا مقصد انسان کو مشقت میں ڈالنا نہیں

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روزے کی جو تعلیم دی گئی ہے وہ ہر لحاظ سے کامل بھی ہے اور زیادہ مشقت طلب بھی ہے لیکن اس کے باوجود یہ وضاحت کر دی گئی کہ مشقت ڈالنا ہرگز مقصود نہیں ہے۔“

اللہ تعالیٰ اس مضمون کو خوب کھول کر بیان کر دیتا ہے۔ اس کی ضرورت بھی اس لئے پیش آئی کہ جب انسان اسلامی روزے کی تعلیم پر غور کرتا ہے تو حیران رہ جاتا ہے کہ پہلے لوگوں پر اس کا عشر عشر بھی فرض نہیں تھا اس لئے یہ وہم دل میں پیدا ہو سکتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ سختیوں سے خوش ہوتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ میرے بندوں پر بوجھ پڑے اور وہ تنگی محسوس کریں اور اس کے نتیجے میں محض تنگی اور محض تکلیف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا موجب بن جاتی ہے؟ جیسا کہ بعض مذاہب میں یہ تصور پایا جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ وضاحت فرماتا ہے کہ ہرگز ایسا نہیں۔ چنانچہ سہولتیں بھی دیتا چلا جاتا ہے اور پھر حکمتیں بھی بیان کرتا ہے کہ مقصد تقویٰ کو بڑھانا ہے۔ مراد مقصود زندگی عطا کرنا ہے سختی پیدا کرنا ہرگز مراد نہیں۔ یہ یہی چیز ہے۔ مقصود بالذات نہیں ہے۔

أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فرماتا ہے چند گنتی کے دن ہی تو ہیں۔ سارے سال میں سے صرف ایک مہینہ ہے۔ گویا موصیٰ جو دسواں حصہ دیتا ہے اس سے بھی کم، البتہ اگر رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھ لیں تو پھر وصیت کا حق یعنی سال کا 1/10 بن جاتا ہے اور اس کا مضمون بھی پورا ہو جاتا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم پر یہ بہت معمولی بوجھ ہے اور جتنے فوائد ہیں ان کے مقابل پر یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ گنتی کے چند دن آتے ہیں اور گزر جاتے ہیں۔ بعض لوگوں کے دل میں خوف پیدا ہو رہا ہوتا ہے اور بعض لوگ ان دنوں سے یہ حسرتیں لے کر گزر رہے ہوتے ہیں کہ پتہ نہیں اگلے سال پھر یہ دن دیکھنے نصیب بھی ہوں گے یا نہیں۔ مگر دونوں قسم کے لوگوں کے دن تھوڑے ہی ہوتے ہیں سختی اور تنگی ترشی محسوس کرنے والوں کے دن بھی گزر جاتے ہیں اور دل میں حسرتیں لئے ہوئے لوگوں کے دن بھی گزر جاتے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 10/ جون 1984ء، خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 317-318)

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کے فیوض اور برکات سے وافر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

